42573- عیسائیوں کے عقیدہ فدا کے متعلق ایک عیسائی سے بات چیت

سوال

مسلمان اس انکار پر کیوں مصر ہیں کہ مسیح علیہ السلام ہماری خلاصی کروانے اور فدا ہونے کے لیے آئے تھے ؟

پسندیدہ جواب

نصاری کے ہاں عقیدہ فدا ایک اساس اور بنیادی عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے ان کا کہنا ہے کہ عیسی علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیا گیا، حتی کہ وہ سارے دین کی شرط ہی رکھتے ہیں کہ جب یہ عقیدہ صحیح نہ ہو، انگریز کارڈنل منیح اپنی کتاب "کہنوت الابدیۃ" میں کہتا ہے :

(اس حیرانگی والی بحث کی اہمت پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ اگر واقعی حقیقتا مسیح علیہ السلام کی موت سولی پر نہیں ہوئی تو پھر چرچ کا عقیدہ اساسی طور پر ہی منہدم ہو جاتا ہے کیونکہ جب مسیح علیہ السلام کو موت سولی پر نہ آئی ہو نہ تو ذبیحہ اور نہ ہی نجات پائی جائے گی اور نہ ہی تثلیث کا عقیدہ باقی رہے گا ..... تو پولس اور اس کے حواری اور سب چرچ یہ دعوی کرتے ہیں کہ جب مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو پھر قیامت بھی نہیں).

اور پولس کا یہ فیصلہ کہ (اگر مسیح علیہ السلام نہیں ہوئے تو پھر ہمارے یہ انجیل کے سارے درس اور وعظ کرنے باطل ہیں اور تمہارا یہ ایمان بھی باطل). دیکھیں : کورنثوس (14/1–15)

اور انہوں نے تثلیث میں جو خبط کر رکھا ہے اور اس کا جو مفہوم ہے اس کے مابین اور اس توحید کے مابین جس کا فیصلہ عہد قدیم نے کیا ہے کے مابین کس طرح موافقت قائم کریں گے .

اور اسی طرح سولی کے بارہ میں جو تفصیلات ہیں اس میں ان کی دیوانگی بھی اور عقیدہ فداء کے بارہ میں اسے وہ اصل اور اس کی علت شمار کرتے ہیں. اس کی تفصیل کے لیے بھی سوال نمبر (12615) کا جواب دیکھیں.

ہم کہتے ہیں کہ ہر اس شخص کو جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ وحی کے نور سے دور ہٹے گا اسے اس طرح کی لازم دیوانگی اور خبط لاحق ہو گا اور اسے عقیدہ فداء میں خبط لاحق ہو جائے گا .

تو کیا فداء ہونا ساری بشریت کے لیے خلاصی اور چھٹکارا ہے، جیسا کہ یوحنا کہتا ہے :

(نیک اور پاکباز یسوع مسیح علیہ السلام باپ کے ہاں سفارشی ہے اور وہ ہماری خطاؤں کا کفارہ ہے ہماری خطاؤں کا کفارہ ہی نہیں بلکہ سارے جہان کی خطاؤں کا بھی کفارہ ہے) دیکھیں : رسالۃ یوحنا الاولی (2/2)

یا یہ کہ وہ جو ایمان لائے اور اعتماد کرے اس کے ساتھ خاص ہے :

(جو ایمان لائے اور اعتماد کرے وہ چھٹکارا حاصل کرے گا اور جو ایمان نہیں رکھتا وہ پکڑا جائے گا) دیکھیں : مرقس (16/16).

مسیح علیہ السلام کی سیرت اور ان کے اقوال پر غور و فکر اور تدبر کرنے والا شخص پوری وضاحت اور روشنی کی طرح یہ دیکھے گا کہ مسیح علیہ السلام کی دعوت بنی اسرائیل کے لیے تھی اور اس نے اپنی دعوت و تبلیغ کے برسوں کے دوران اپنے شاگردوں کو بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور کو دعوت دینے سے منع کیا، تو اس بنا پر یہ ضروری اور واجب ہے کہ خلاصی اور چھٹکارا بھی

انہیں کے ساتھ ہی خاص ہو، اوراس کنعانی عورت کے قصہ میں بھی ہم یہی دیکھتے ہیں جس نے انہیں یہ کہا تھا کہ :

(جناب اے ابن داود مجھ پر رحم کریں، میری بیٹی بہت زیادہ مجنون اور پاگل ہے اوروہ ایک کلمہ بھی جواب نہیں دیتی، تواس کے شاگرداس کی طرف متوجہ ہوئے اوریہ کہتے ہوئے مطالبہ کرنے لگے : اس سے صرف نظر کریں کیونکہ یہ عورت ہمارے پیچھے چیختی پھرتی ہے توانہوں نے جواب دیا : میں توصرف بنی اسرائیل کے گمراہ لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں، لھذاوہ عورت آئی اوراس کوسجدہ کرتے ہوئے کہنے لگی جناب میری مدد کریں تواس نے جواب دیا اورکہا : یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ بچوں کی روٹی لیکرکتوں کے سامنے پھینک دی جائے) دیکھیں : انجیل متی (15/22–26).

تومسیح علیہ السلام نے اس کنعانی عورت کی بیٹی کوشفایابی سے نہیں نوازا حالانکہ وہ اس کی قدرت رکھتے تھے، توپھروہ سب بشریت کی خلاصی کس طرح کروائیں گے ؟

اورکیا یہ خلاصی اورچھٹکارا صرف آدم علیہ السلام کی پہلی غلطی سے ہے یا کہ ہماری سب خطاؤں کے لیے عام ہے ؟

بلاشبہ کوئی ایک بھی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھاتا، اورنہ ہی اپنے آپ کوکسی پرفدا کرتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا بھی ارشاد ہے :

{کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اگرکوئی گراں باردوسرے کواپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلائے گا تووہ اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائے گا اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو، میں توصرف انہی کوآگاہ کرسکتا ہوں غائبانہ طورپر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اورجوبھی پاک ہوجائے وہ اپنے نفع کے لیے ہی پاک ہوگا اور اللہ تعالی ہی کی طرف لوٹنا ہے} فاطر (18).

اور تمہاری کتاب مقدس کی نصوص نے تو یہ مقرر کیا ہے کہ : (جونفس غلطی اورخطا کرے گا وہی مرے گا بیٹا باپ گناہ میں سے کچھ بھی نہیں اٹھائے گا اورنہ ہی باپ بیٹے کا گناہ اٹھائے گا، نیک شخص کی نیکی اس پر ہے اوربرے شخص کی برائی برے شخص پر ہی ہے) دیکھیں : حزقیال (18/20–21).

لھذا کوئی موروثی غلطیاں اورخطائیں نہیں ہیں : (اگرمیں نہ آیا ہوتا اوران سے کلام نہ کی ہوتی توان پرکوئی خطا نہ ہوتی، لیکن اب ان کے لیے ان کی غلطیوں اورخطاؤں میں کوئی عذر نہیں ہے.. اگرمیں نے ان کے سامنے وہ اعمال نہ کیے ہوتے جس طرح کے اعمال کسی نے بھی نہیں کیے توان کے لیے کوئی غلطی اورخطاء نہ ہوتی، لیکن اب انہوں نے دیکھ لیا ہے اوراس کے باوجود وہ مجھے ناراض کیا اورمیرے والد کوبھی ناراض کیا ہے) یوحنا (15/22–24).

اورجب وہاں کوئی غلطی اورخطا ہوچاہے وہ غلطی بندے نے کی ہویا پھروہ آدم علیہ السلام سے وارث بنا ہویا اس کے علاوہ اپنے آباء اجداد میں سے (؟!!) توپھریہ غلطی اورخطا توبہ سے کیوں نہ ختم ہوئی اورمٹی ؟!

ایک توبہ کرنے والے سے آسمان والے اتنے خوش ہوتے ہیں جتنا کہ ایک چرواہا اپنے گمشدہ بینڈھے کے مل جانے پر ہو، اورایک عورت اپنے گمشدہ درہم کے حاصل ہوجانے پرخوش ہو اورایک باپ اپنے بھاگے ہوئے بیٹے کے گھرواپس آجانے پرخوش ہو.

(ایک خطا کار اور غلطی کرنے والے کی توبہ سے آسمان میں اسقدرخوشی ہوتی ہے جو ننانوے نیک اشخاص جنہیں توبہ کی ضرورت نہ ہوکی خوشی سے بھی زیادہ ہے) لوقا (15/1–31).

اورپھر اللہ تعالی نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ توبہ کی قبولیت کا وعدہ کررکھا ہے :

(لھذا جب ایک شریر شخص اپنی کی ہوئی غلطیوں اورخطاؤں سے باز آجاتا اوررجوع کرلیتا اورمیرے سارے سارے فرائض پرعمل کرنا شروع کردیتا ہے اورحق اورعدل انصاف کرتا ہے تووہ زندہ رہتا ہے مرتا نہیں، اس نے جوغلطیاں اورمعصیت کی ہوتی ہیں وہ اس پرذکر نہیں کی جاتیں، اس نے جونیکیاں کی ہوتی ہیں وہ زندہ رہتی ہیں) حزقیال (18/21–23) اوردیکھیں :

اشیا(7/55).

بغیر توبہ اور اعمال صالحہ کیے نسب پر ہی بھروسہ کرنا فساد اور ہلاکت کی ایک قسم ہے؛ کیونکہ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جس کے عمل نے اسے پیچھے رکھا اسے اس کا نسب تیز نہیں چلا سکتا" دیکھیں صحیح مسلم حدیث نمبر(2699).

اور یوحنا معدان (یحی علیہ السلام) نے بھی تمہیں یہی سکھایا:

(اے سانپوں کی اولاد تمہیں آنے والے غضب سے بھاگنا کس نے سکھایا، تم ایسا پھل دو جو تمہاری توبہ پر دلیل بن سکے، اور تم اپنے آپ کو یہ نہ کہو کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں، میں تمہیں کہتا ہوں: بلاشبہ اللہ تعالی اس پر قادر ہے کہ وہ ان پتھروں سے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پیدا کردے؛ یہ درختوں کے تنوں پر کلہاڑا ہے، لھذا جس درخت کا بھی تنا کاٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے وہ پھل نہیں دیتا) متی(3/7–11).

بلاشبہ اور یقینا توبہ کرنے والے کے گناہوں کا بخشنا تو اللہ جل جلالہ رحم کرنے والے بر الرحیم کے ہی شایان شان ہے نہ کہ ذبح اور صلیب اور خون بہانے کے لائق کتاب مقدس تو یہی کہتی ہے:

(میں تو رحمت چاہتا ہوں نہ کہ ذبیحہ، کیونکہ میں اس لیے نہیں آیا کہ نیک لوگوں کو دعوت دوں بلکہ اس لیے آیا ہوں کہ خطا کاروں کو توبہ کی دعوت دوں) انجیل متی(9/13).

اور اسی لیے پولس کہتا ہے کہ:

(ان کے لیے خوشخبری جن کے گناہ بخش دیے گئے اور ان کی غلطیوں پر پردہ ڈال دیا گیا، اس شخص کے لیے خوشخبری ہے رب جس کی غلطیاں شمار نہ کرے) رومیۃ(4/7–8).

ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اگر اللہ تعالی اپنے بعض بندوں ان کی خطاؤں اور غلطیوں کی توبہ کے لیے اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیں تو یہ ان پر کوئی زیادہ نہیں، اور نہ ہی اللہ سبحانہ وتعالی کی رحمت اور نیکی کے منافی ہے، بلکہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالی کو عیاں اور واضح طور پر دیکھنے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالی نے انہیں اس کا حکم دیا تھا، لیکن اس وقت کوئی کسی دوسرے کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ آدمی اپنے گناہوں کی پاداش میں قتل ہوگا نہ کہ کسی دوسرے کے گناہوں کی پاداش میں، اور یہ اس بوجھ اور طوق میں سے تھا جو اللہ تعالی نے اس مرحوم امت سے دور کیا۔

اور موروثی گناہ کے نظریہ کو باطل کرنے کے لیے وہ نصوص بھی ہیں جن میں اس کا بیان ہے کہ ہر انسان اپنے اعمال کا مسئول ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا:

.{جس نے بھی اعمال صالحہ کیے وہ اس کے نفس کے لیے ہیں اور جس نے کوئی برائی کی اس کا وبال بھی اسی کے اوپر ہے، اور تیرا رب اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا}. فصلت(46).

اور ایک مقام پر فرمان باری تعالی ہے:

.{ہر نفس اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے}. المدثر(38).

اور اسی طرح تمہاری کتاب مقدس میں بھی ہے کہ:

(تم کسی پر ظلم نہ کرو تا کہ تم پر بھی ظلم نہ کیا جائے، کیونکہ جیسا کروگے ویسا بھروگے، اور جیسا تولوگے ویسا ہی تمہارے لیے تولا جائے گا) متی(7/1–2).

(کیونکہ انسان اپنے باپ کی بزرگی میں فرشتوں کے ساتھ آئے گا اوراس وقت ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا) متی (27/16).

اور مسیح علیہ السلام نے اعمال صالحہ اور نیکی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے اپنے شاگرد کو کہا :

(ہر وہ شخص جو مجھے یارب یارب کہتا ہے وہ آسمان میں داخل ہونے والا نہیں ، بلکہ جو میرے باپ جو آسمان میں ہے کے ارادہ پر عمل کرے ، بہت لوگ اس دن مجھے کہیں گے ، یارب یارب ، کیا ہم نے تیرے نام کے بیٹے نہیں بنے ، اور تیرے نام سے شیطانوں کو نکالا ، اور تیرے نام سے ہم نے بہت سی قوتیں بنائیں ، تو اس وقت میں انہیں وضاحت کے ساتھ کہوں گا : میں تو تمہیں قطعا جانتا بھی نہیں ، اے معصیت و نافرمانی کرنے والو مجھ سے دور ہو جاؤ) متی (7/20-21).

اور اس جیسا ہی قول ہے :

(انسان کا بیٹا اپنے فرشتوں کو بھیجے گا تو وہ اس کے آسمان میں سب پائے جانے والے سب جھوٹوں اور گناہ کرنے والوں کو جمع کر کے آگ کی گہرائی میں پھینک دینگے) متی (13/41-42).

تو اس فداء اور خلاصی کے متعلق تو اس نے انہیں کوئی بیان نہیں کیا جس کے ساتھ وہ اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کریں.

اور روز قیامت تو صرف اعمال صالحہ کرنے والے لوگ ہی کامیاب ہونگے اور نجات حاصل کرینگے ، جبکہ برائی کرنے والوں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا اور مسیح علیہ السلام انہیں کوئی چھٹکارا اور خلاصی نہیں دلائیں گے نہ ہی کوئی اور :

(ایک ایسا گھڑی آئے گی جس میں سب قبروں والے اس کی آواز سنیں گے لھذا جنہوں نے اعمال صالحہ کیے ہونگے وہ قیامت کی زندگی کی جانب اور جنہوں نے گناہ کیے ہونگے وہ ذلت و اہانت کی جانب اٹھ کھڑے ہونگے) یوحنا (5/28–29).

(جب انسان کا بیٹا اس کی بزرگی اور سب فرشتوں کے ساتھ آئے گا اور پاکباز لوگ اس کے ساتھ ہونگے تو وہ اپنی بزرگی والی کرسی پر بیٹھے گا اور پھر بائیں طرف والے لوگوں سے بھی کہے گا : اے لعنتیو جاؤ ہمیشہ کے لیے اس آگ کی طرف چلے جاؤ جو شیطان اور اس کے حواریوں کے لیے تیار کی گئی ہے) متی (25/31–42).

اور مسیح ان سے کہیں گے : (اے سانپوں اژدہوں کی اولاد تم جہنم کی ذلت سے کیسے بھاگو گے) متی (23/33).

اور اڈولف ہرنگ کا ملاحظہ ہے کہ شاگردوں کے رسائل خلاصی اور چھٹکارا کے عقیدہ سے خالی ہیں بلکہ اس نے تو خلاصی اور چھٹکارا اعمال کے ساتھ قرار دیا ہے کہ اعمال ہونگے تو خلاصی ہوگی جیسا کہ رسالہ یعقوب میں ہے :

(میرے بھائیو! اگر کوئی یہ کہے کہ : اس کا ایمان تو ہے لیکن اس کے اعمال نہ ہوں تو کیا اس کا ایمان اسے خلاصی اور چھٹکارا دلانے پر قادر ہے ؟ اگر اعمال نہ ہوں تو ایمان بھی ذاتی طور پر مردہ ہے.. ایمان اعمال کے بغیر میت اور مردہ ہے) یعقوب (2/14–20) اور (1/22–27)

اور پطرس کہتا ہے : (میرے خیال میں اللہ تعالی حقیقت میں کسی کو بھی کسی ایک پر فضیلت نہیں دیتا ، لھذا جو کوئی بھی اس سے ڈرے چاہے وہ کسی بھی امت سے تعلق رکھتا ہو اور بھلائی اور خیر کے کام کیے وہ اس کے ہاں مقبول ہے) اعمال الرسل (10/34–35).

مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے اقوال میں اس طرح کے اقوال بہت زیادہ ہیں.

اور سچ فرمایا ہے اللہ تعالی و عظیم نے :

{اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تمہیں نے ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے کنبے اور قبیلے اس لیے بنا دیے کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، یقینا تم میں سے اللہ تعالی کے ہاں سب سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو، یقین جانو کہ اللہ تعالی دانا اور باخبر ہے} الحجرات (13)

تعجب اس پر ہے کہ وہ پولس جس نے خود ناموس کی مخالفت کا اعلان کیا اور اعمال کے بے فائدہ ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ خلاصی اور چھٹکارا تو ایمان کے ساتھ ہوگا، اس نے ہی ذاتی طور پر اعمال صالحہ کی اہمیت کو دوسرے مواقع پر اجاگر کیا ہے اس کا کہنا ہے :

(انسان جو کچھ کاشت کرتا ہے وہی کچھ کاٹے گا ... لھذا اعمال خیر کرنے میں سستی اور کاہلی سے کام نہ لے کیونکہ ہم اسے اس کے وقت میں کاٹیں گے) غلاطیۃ (7/6).

اور اس کا یہ بھی کہنا ہے :

(ہر کوئی اپنے کام کے مطابق ہی اجرت حاصل کرے گا) کو نثوس (1)(8/3).

اس موضوع کے متعلق تفصیل دیکھنے کے لیے دیکھیں ڈاکٹر منذر السقار کی کتاب "ھل افتدانا المسیح علی الصلیب .

اور اسی طرح، لھذا آپ کے سامنے اس تناقض کا کوئی حیلہ نہیں سوائے اس کے اپنی عقل اور سمجھ کو ختم کردو، اور اپنے آپ کو جھوٹی خواہشات کی بیماری لگالو، جس طرح عقیدہ تثلیث اور توحید میں کیا گیا ہے، اور آپ کو اسی کی نصیحت GR سٹوٹ نے اپنی کتاب "المسیحیۃ الاصلیۃ" میں کرتے ہوئے کہا ہے :

(میں اس موضوع کو اس صریح اعتراف سے قبل شروع کرنے کی جسارت نہیں کرتا کہ اس کا بہت زیادہ حصہ تو مخفی اور پوشیدہ ہی رہے گا .... اور تعجب کی بات ہے کہ ہماری کمزور سی عقلیں اس کا ادراک کیوں نہیں کرسکتیں، ایک دن ایسا ضرور آئے گا جس میں حجاب اتار دیا جائے گا اور سب کچھ حل ہوجائے گا اور مسیح کو اس طرح دیکھو کے جس طرح وہ تھا !!

تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالی مسیح میں حلول کر گیا ہو، اس دوران کے مسیح ہماری وجہ سے غلطی کرے، یہ ایسی بات ہے جس کا میں جواب نہیں دے سکتا، لیکن اس کی اس نے یہ دونوں حقیقتیں ایک دوسرے کے ساتھ رکھی ہیں، اور میں اس فکر کو مکمل تسلیم کرتا ہوں جس طرح یہ قبول کیا ہے کہ یسوع ناصری وہ انسان اور الہ ایک ہی شخص میں ہے ... اور اگرچہ ہم اس تناقض کو حل نہیں کرسکتے، یا اس راز کے رموز کو کھول نہیں سکتے، تو پھر یہ ضروری ہے کہ ہم اس حق کو اسی طرح قبول کریں جس طرح مسیح اور اس کے شاگردوں نے اعلان کیا ہے کہ اس نے ہمارے خطاؤں کو بھی اپنے ذمہ لے لیا ہے) دیکھیں : المسیحیۃ الاصلیۃ صفحہ نمبر (110–121) یہ سعود الخلف کی کتاب "الیھودیۃ والنصرانیۃ" سے نقل کیا گیا دیکھیں صفحہ نمبر (238).

جی ہاں ہم اور تم بھی عنقریب مسیح علیہ السلام کو اسی طرح دیکھیں گے جس طرح وہ تھے؛ وہ اللہ کے مقرب بندوں میں سے ایک مقرب بندہ اور اس کے بھیجے ہوئے انبیاء میں سے ہیں، اور اس دن جب حجاب اتر جائیں گے مسیح علیہ ہر اس شخص سے برات کا اظہار کریں گے جس نے بھی انہیں اللہ تعالی کے علاوہ الہ اور معبود بنا رکھا تھا، یا پھر ان کی طرف ایسی بات منسوب کی جو انہوں نے نہیں کہی تا کہ وہ اس وقت یہ جان لے کہ وہاں کوئی بھید ہے اور نہ ہی پہیلی :

فرمان باری تعالی ہے :

{اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالی فرمائے گا کہ اے عیسی بن مریم ! کیا تو نے ان لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ تعالی کے علاوہ معبود اور الہ بنالو! عیسی علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی بھی طرح یہ زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا، تو

تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا، تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے.

میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالی کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، میں ان پر اس وقت تک گواہ رہا جب تک میں ان میں رہا، اور پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا، اور تو ہر چیز پر پوری خبر رکھتا ہے.

اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے.

اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا اور ان کو باغات ملیں گے جن کے نیچے سے نہریں جاریں ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہینگے، اللہ تعالی ان سے راضی اور وہ اللہ تعالی سے راضی اور خوش ہیں، یہ بڑی کامیابی ہے.

اللہ تعالی ہی کی سلطنت آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے} المائدة (116–120)

تو کیا وقت ختم ہو جانے سے قبل کوئی سوچ بچار اور تدبر ہے؟ اور کیا سیدھے اور صحیح کلمہ کی طرف رجوع کر سکتے ہو؟ اس وقت سے قبل جس میں نہ تو کوئی حجاب ہو گا اور نہ کوئی ہیر پھیر:

فرمان باری تعالی ہے:

.{آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ تو اللہ تعالی کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو رب بنائیں، پس اگر وہ اعراض کر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں}. آل عمران (64).

واللہ اعلم.